رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIAN.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا
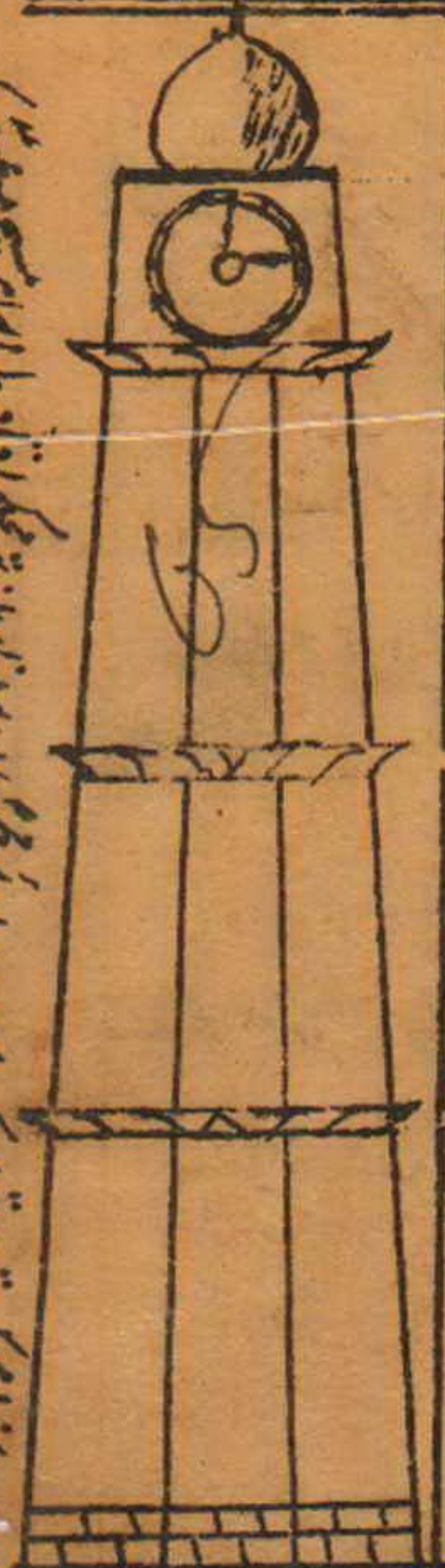
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قادیان

دورِ جدید

چہ گویم با تو گر آئی بہ آں در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر

بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

Qadian

قادیان دار الاماں سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲؍

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۹ | ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۳۶ء یوم سہ شنبہ | نمبر ۱۳

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کی مختصر روئداد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نہایت اہم امور کے متعلق فیصلے اور ہدایات

پہلا اجلاس

قادیان ۱۰ اپریل۔ کل ساڑھے گیارہ بجے مجلس مشاورت کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی۔ اور انتظام مجلس کی خاطر آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو نگران مقرر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ سب کمیٹی نظارت اعلےٰ کی رپورٹ پیش کی جائے اس پر خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی۔ جس میں لوکل امیر یا پریزیڈنٹ اور پراونشل امیر کے تقرر اور ان کے اختیارات کے متعلق تجاویز پیش کی گئی تھیں۔

تجویز اول کے متعلق بعض احباب کے اظہار رائے اور ترامیم پیش کرنے کے بعد آخر جو صورت تجویز ہوئی اس کی تائید کثرت آراء نے کی۔ اسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظور فرما لیا۔ دوسری تجویز بغیر ترمیم منظور کر لی گئی۔ تیسری تجویز میں ترمیم پیش کی گئی۔ اور مخالف و موافق اظہار رائے کے بعد جن الفاظ کی تائید کثرت آراء نے کی۔ وہ حضرت امیر المومنین نے منظور نہ فرمائے۔ بلکہ اپنا فیصلہ قلت آراء والوں کے حق میں صادر فرمایا۔

اس کے بعد حضور کی اجازت سے پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے اضافہ بجٹ کی رقوم جن کی منظوری دوران سال میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے حاصل کی گئی تھی۔ مجلس کو سنائیں۔ اور پھر نظارت دعوت و تبلیغ کی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ جسے جناب ملک غلام رسول صاحب شوق ایم۔ اے نے بحیثیت سکرٹری پیش کیا جس میں قرار دیا گیا۔ کہ دعوت و تبلیغ کی مد نشر و اشاعت کے اخراجات کی رقم جو بارہ سو ہے۔ اس کا انحصار علیحدہ طور پر جمع کرنے پر نہ رکھا جائے۔ بلکہ چندہ عام سے دے دی جائے۔

اس کے متعلق جب بعض احباب نے یہ بحث شروع کی۔ کہ رقم کے فراہم کرنے کی کیا صورت ہو۔ تو اسی سلسلہ میں جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے فرمایا۔ جماعت کے عام چندوں کے مقابلہ میں یہ نہایت حقیر سی رقم ہے۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ احباب نے یہ نہیں کہا۔ کہ آئندہ اسے فوراً جمع کر دیا کریں گے۔ بلکہ اس پر بحث شروع کر دی ہے۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ فوراً اسے ادا کر دیتے۔ ہمیں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ہم اسے پورا کر کے یہاں سے جائیں گے۔ شملہ کی جماعت کے ذمہ اس رقم سے متعلق تیس روپے لگائے گئے ہیں۔ وہ میں جاتے ہوئے ادا کر دونگا۔

سید المرسلین

حکیم سید عبد الہادی صاحب احمدی ساکن چندوری المتخلص ہادی نے یہ نظم ۲۷ مارچ ۳۶ء کو ایک مشاعرے بمقام بیگوسرائے ضلع مونگھیر پڑھی۔ کسی دوست نے ہمارے پاس بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ میں اسے "سید المرسلین" کی مدح کے نام سے شائع کرنا پسند کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

کرتے تھے فخر اہلِ عرب خاندان پر　نازاں تھا کوئی تیغ پہ کوئی سنان پر
کرتا تھا کوئی دعویٰ فصیح اللسان پر　لیتا تھا نوک کی کوئی تیر و کمان پر
ہے مرتبہ میں کون بڑا آسمان پر
کسکو ملی یہ برتری سارے زمان پر

تھے مبتلا فساد میں جس وقت بحر و بر　مبعوث ہوئے عرب میں اک سید البشر
جس وقت ہوئی تھی اجتماع قوموں کی کوہ پر　تبلیغ کی حضورؐ نے بے خوف و بے خطر
پھر غارِ معصیت سے سبھوں کو نکالکر
احسان کیا حضورؐ نے سارے جہان پر

باطل کو سرزمین عرب سے ہٹا دیا　لاکر پیام حق کا یہ کس نے سنا دیا
دخترکُشی کی رسم کو کس نے مٹا دیا　عورت کو کس نے بام فلک پر بٹھا دیا
بتلاؤں میں وہ کون ہے؟ محبوب کبریا
احسان ہے جنکا آج یہ سارے جہان پر

اہلِ عرب کو جب ہوا دیدار معجزہ　ایمان لائے دیکھ کر سردار معجزہ
دیکھا بھی گرچہ سینکڑوں کفار معجزہ　کرتے رہے ہمیشہ ہی انکار معجزہ
سردار دو جہاں کا نمایاں تھا معجزہ
شاہد تھا جس کا شق قمر آسمان پر

اس معجزہ کو دیکھ کر تھے دنگ سب ادیب　سارے جہاں کے آپؐ ہی ثابت ہوئے طبیب
کی جو دعا حضورؐ نے بدرگاہ مستجیب　آئی ندا یہ غیب سے شاباش اے حبیب
قربت ہماری اتنی ہوئی تھی کسے نصیب
رُتبہ یہ تجکو آکے ملا آسمان پر

کفار کی جفا کا یہ ادنٰے ہے واقعہ　محصور کیا حضورؐ کو کرکے مقاطعہ
ایذا رسانیوں کی ہوئی جبکہ انتہا　پیمانہ تھا جو صبر کا آخر چھلک گیا
تھرا گئی زمین بھی فلک بھی دہل گیا
پہونچی کبھی جو آہِ نبیؐ آسمان پر

غصے سے تھا جناب علیؓ کا بھی حال غیر　سرگرم معرکہ تھے کہیں خالدؓ و زبیرؓ
کرتے تھے سب کے واسطے حضرتؐ دعا خیر　اللہ کرے کہ آپ کی ہو عاقبت بخیر
بزم مشاعرہ میں سُنا کر یہ ذکرِ خیر
ہادی زبان کو روک اسی داستان پر

سیرت نمبر کے لئے تیسری آواز

سیرت نمبر کی اشاعت کا وقت بہت قریب آگیا ہے مگر ابھی تک احباب نے اس نمبر کی اشاعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ حالانکہ ان ایام میں جبکہ مخالف سیرت النبیؐ پر پردہ ڈالنے کی جان توڑ سعی کر رہے ہیں۔ اور ایسا غلط پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ وہ اس زمانے کے مامور و مرسل کے پاکیزہ چہرے کے نور کو دنیا تک پہنچنے نہ دیں۔ اس ناپاک سعی کے مقابلہ میں ہمارا فرض یہی ہے۔ کہ ہم زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آقا و مولیٰ کی سیرت کی اشاعت کریں۔ جماعت کے مخلصین کو میں اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس وقت تک بہت کم آوازیں اس فرض کے لئے اٹھی ہیں۔ اور مجھے یہ امر حیرت میں ڈالنے والا ہے۔

تیسری آواز

میری اس تحریک پر اخویم مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے لبیک کہی اور

۲۵

کاپیوں کا آرڈر بھجوایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دیگر احباب بھی اس فرض کا احساس کریں گے۔ اور سیرت نمبر کی بکثرت اشاعت فرما کر ممنون فرماویں گے

آرڈر کے ساتھ روپیہ پیشگی آنا ضروری ہے

اخبار الحکم اور اس کا ایڈیٹر

ہمارے ہفتہ وار اخبارات کی حالت ایسی اعلیٰ نہیں کہ متعدد ایڈیٹر اس میں کام کریں۔ ایک ہی ایڈیٹر ہوتا ہے۔ اس کے دم سے اخبار کی زندگی ہوتی ہے اگر وہ بیمار ہو جائے تو سارا کام بند ہو جاتا ہے۔ عملہ فارغ بیٹھ جاتا ہے۔ ایک سال ہونے کو آیا کہ میری بیماری کا سلسلہ شروع ہوا مجھے کثرت پیشاب کی بیماری ہے۔ اور اس میں شکر آتی ہے۔ ایک لمبے عرصے تک میں اس تکلیف کو برداشت کرتا رہا اب حالت ایسی ہو گئی ہے۔ کہ میرے لئے بعض اوقات قلم تک پکڑنی سخت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کا لازمی اثر اخبار پر پڑ رہا ہے۔ اخبار وقت سے بے وقت ہو گیا ہے۔ میں احباب سے اپنی اس بیماری کی وجہ سے معذرت پیش کرتا ہوں

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

از خاکسار عرفانی

غنائے ذاتی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن لوگوں نے قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی اور جنہوں نے علم النفس کی روشنی میں آپ کی سیرت کو پڑھا وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ حضور میں حد درجہ کا استغناء تھا۔ اس لئے کہ وہ غنی خدا کے ہاتھ سے ممسوح کئے گئے تھے آپ کی زندگی میں ایک دو نہیں بیسیوں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ کہ جہاں آپ نے اپنی غنائے ذاتی کا نہایت بے تکلفی سے اظہار فرمایا۔ تکلف اور بناوٹ تو آپ کی ذات اور سرشت میں نہ تھا۔ میں اسی غنائے ذاتی کے متعلق واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مہاراجہ نابھہ (موجودہ مہاراجہ نابھہ جو معتوب ہو کر جنوبی ہندوستان میں سردار گورچرن سنگھ کے نام سے رہتے ہیں کے والد بزرگوار) ایک مذہبی آدمی تھے۔ اور دوسرے مذہب کے لیڈروں اور ہادیوں کی بھی عزت کرتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے حضرت مولوی محمد عظیم صاحب نابھہ کے رہنے والے تھے۔ مہاراجہ آنجہانی ان کی بھی عزت کرتے تھے۔ غرض مہاراجہ مذکور تک جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہنچا۔ تو اس نے نہایت توجہ اور شوق سے آپ کے حالات سنے۔ اور خواہش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نابھہ بلایا جائے۔ نابھہ کی جماعت (جو اس وقت بہت ہی مختصر تھی) کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے اس دعوت کو اپنے خیال میں بہت بڑی کامیابی سمجھا لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور یہ پیغام آیا۔ تو آپ نے

اس پیغام کا رد کر دیا۔ اور فرمایا۔

”پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا“

یہ آپ کی شانِ استغناء تھی۔ آپ خدا تعالےٰ کے مرسل اور برگزیدہ تھے۔ اگر آپ نعوذ باللہ ایک دنیادار شخص ہوتے تو اس دعوت کو بہت بڑی وقعت دیتے۔ لیکن آپ پر یہ حقیقت نمایاں کہ اس دعوت کی تہ میں وہ اخلاص نہیں جو خدا کی راہ میں سالک کو ہونا چاہئیے اسی لئے آپ نے اسے رد کر دیا۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ

آں کس کہ بنور سد شاہاں را چہ کند

خدا تعالےٰ کے محبوب اور پیارے دربار ربانی میں پہونچکر وہ کسی دنیوی سلطنت کے دربار کی رسائی کے متمنی ہوتے ہی نہیں۔ واقعہ بہت سادہ اور مشہور ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا بہت بڑا باب اس میں مخفی ہے۔

ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طرز عمل کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری حضور کے ایک خادم نے سنور جانے کا آپ سے وعدہ لیا۔ تو آپ اس کے گھر پر خوشی سے چلے گئے

قادیان کے قریب موضع ننگل کا رہنے والا ایک میاں خیراتی زمیندار ہے۔ اس کا بھائی سلسلہ کا ایک مخلص کارکن ہے (حاجی دین محمد) میاں خیراتی ایک ایک سیدھا سادھا احمدی ہے۔ مگر حضرت اقدس سے اس کو محبت تھی۔

ایک مرتبہ حضور کا ہنوان کی طرف سیر کو نکل گئے واپسی پر میاں خیراتی نے کہا۔ کہ جی میرے گھر چلو۔ حضرت صاحب اس کے گھر چلے گئے۔ اور اس نے مکئی کے بھٹے (چھلیاں) بطور نذر پیش کیں۔ حضرت نے بڑی خوشی سے لے لیں۔ لوگوں کو بڑا تعجب تھا۔ کہ کہ حضرت اقدس جو اپنے خاندانی مرتبہ اور شان کے لحاظ سے بھی بہت بڑی وجاہت رکھتے تھے۔ اپنی رعایا کے ایک ایسے فرد کے گھر میں چلے جاویں۔ مگر جو چیز آپ کو وہاں سے جانے سے نہ روک سکی وہ اس کا اخلاص اور محبت تھی۔ جو محض اللہ کے لئے تھی۔ اور مہاراجہ نابھہ کی دعوت میں ایک قسم کی رعونت تھی۔

اگر کوئی اور دنیا دار ہوتا تو وہ اس دعوت کو اپنے لئے معراج سمجھتا۔ اسی طرح پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک زمانہ میں نواب صاحب رامپور (موجودہ نواب صاحب کے والد محترم) بھی بلوانا چاہتے تھے۔ لیکن ان کی دعوت کو بھی حضرت نے اسی وجہ سے قبول نہیں فرمایا تھا۔

میں حضرت خانصاحب قبلہ ذوالفقار علی خاں صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ان واقعات کو شائع کر دیں۔ (عرفانی)

اس کے بعد نواب صاحب موصوف کا رنگ سلسلہ کے متعلق بالکل بدل گیا۔ اور ہمارے بعض مخلص اور برگزیدہ احباب مثلاً حضرت مولانا مولوی عبید اللہ بسمل اور حضرت قاسم علی آغا (ریاستی) کو بہت قربانیاں دینی پڑیں۔ مگر انہوں نے ہر قسم کی قربانیاں دے کر بھی یہ ثابت کر دیا۔ کہ

وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں

مشرکانہ اعمال سے نفرت

آپ فطرت ہی ایسی مواحدانہ لیکر آئے تھے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے قلب کو اپنے لئے ہی مخصوص کر لیا ہوا۔ آپ کبھی اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص آپ کی نسبت ارادت وعقیدت کا ایسے رنگ میں اظہار کرے جو کسی قسم کے شرک کا رنگ رکھتا ہو۔ بلکہ آپ کے ہر فعل اور عمل سے اپنی انکساری اور عبودیت کا اظہار ہوتا تھا۔ ابتداء میں بعض لوگ آتے جو اس زمانے کے پیروں اور مشائخ کے تعظیمی سجدوں تک کو جائز سمجھتے تھے۔ اور ان کے پاؤں پر سر رکھ کر سلام کرنا ہی نشانِ اخلاص جانتے تھے اور وہ ایسی رسم وعادات کیوجہ سے اس قسم کی کوئی حرکت کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود ہمہ کرم وحلم ہونے کے سخت جوش میں آجاتے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ میں سالہا سال تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اور میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آپ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ شعائر دین کی بے حرمتی ہو یا کوئی شخص ایسی حرکت کرے جس سے خدا تعالیٰ کی توحید پر حملہ ہوتا ہو۔ بارہا ایسا ہوا۔ کہ ایک اجنبی دقائق دین سے ناواقف اخلاص سے حاضر ہوا اور اس نے آکر آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگایا۔ یا سجدہ کر دیا تو آپ ناراض ہوئے اور فرماتے کہ مجھے تو خدا تعالےٰ نے دنیا میں شرک مٹانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میرے سامنے اس طرح پر جھکے اور سجدہ کرے۔

انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخر ایک مرنے والا انسان ہے جو اعمال خدا تعالےٰ کے لئے ہیں وہ کسی انسان کیلئے جائز نہیں خواہ وہ خدا کا نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے سردار اور خاتم ہیں۔ ان کے لئے بھی جائز نہیں۔ آپ نے بھی یہی تعلیم دی۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی سے دی۔ ”قل انما انا بشر مثلکم“ یعنی ان کو کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہی ہوں ہاں امتیازی نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی مجھ پر آتی ہے۔

غرض آپ کبھی اس کو پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے لئے اس قسم کی تعظیم کرے۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اور ایسے موقعہ پر یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ نے خاموشی سے درگذر فرمایا ہو۔ باوجودیکہ آپ کی عادت میں تھا۔ کہ کبھی کسی شخص کو مخاطب کر کے اس کے کسی فعل پر سرزنش نہ فرماتے تھے۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کے طریق پر عام اخلاقی کمزوریوں کا علاج بتاتے۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں آیا۔ کہ کسی نے پاؤں پر اپنے سر کو جھکایا یا سجدہ کا صورت اختیار کی یا اپنے کلام میں ایسے رنگ سے حضرت کو خطاب کرنا جس میں کچھ بھی شرک کا شائبہ ہو آپ نے فوراً اس کو ٹوکا اور روکا۔ ایسے موقعہ پر میں نے ہمیشہ دیکھا کہ جہاں آپ کے چہرہ پر سرخی اور جلال ہوتا تھا۔ آپکی زبان سے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے

سبحان اللہ

کے الفاظ سنائی دیتے تھے۔ آپ دراصل سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ پورا پڑھتے تھے۔ مگر سبحان اللہ کا لفظ اندرونی جوش کا مظاہرہ کر دیتا تھا اس قسم کے موقعہ علی العموم اس وقت پیش آجاتے تھے جبکہ ایسے لوگ آتے جو اس علاقے کے پیروں کے مرید اور ان کے رسم ورواج کے پابند ہوتے تھے۔ حضرت اقدس کی اس حالت کے ہم میں سے بہتوں

مکتوباتِ احمدیہ

"حضرت صاحبزادہ سراج الحق جمالی نعمانی رضی اللہ کے نام"

—(۱)—

مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے۔ اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہونچ سکیں تو عین خوشی اور تمنا ہے۔ مگر آنے میں توقف نہیں چاہیئے۔ آپ کے آنے سے بہت مدد ملے گی۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دہلی۔ بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو

(نوٹ) صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے اپنے سفرنامہ میں دہلی آنے اور مباحثہ کے متعلق بعض حالات کا تذکرہ لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو شریک ثواب ہونے کا ہر موقعہ دیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ کو اس موقعہ پر اس خدمت میں شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ دہلی کے علماء نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ حضرت اقدس کو اگر کسی کتاب کی ضرورت پڑی تو نہ دی جائے۔ حق پوشی کے اس مظاہرے سے انہوں نے اپنی جگہ یہ سمجھا تھا۔ کہ وہ

حق کا مقابلہ کر سکیں گے

لیکن خدا تعالیٰ نے غیب سے کتابوں کے میسر آنے کے سامان تو پیدا کر دیئے۔ مگر ان دشمنانِ حق کو باوجود اپنے ہر قسم کے ساز و سامان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور سید نذیر حسین استاذ الکل کہلانے کے باوجود مقابلہ سے فرار کر گیا۔

یہ واقعات بجائے خود دلچسپ ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز الحکم میں آجائیں گے۔

اسی سلسلہ میں سید نذیر حسین صاحب کے ایک واقعہ کا ذکر کیئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دوسری شادی اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے ماتحت دہلی میں ہوئی تو یہی نذیر حسین حضور کا نکاح پڑھنے کے لیئے آئے تھے۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح بڑے فخر کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس تقریب پر دستور کے موافق پانچ روپے بھی ان کو دیئے گئے تھے)

(عرفانی)

—(۲)—

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آنمخدوم کا عنایت نامہ جو محبت سے بھرا ہوا (تھا پہونچا۔ عرفانی) جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ یہ عاجز حضرت عزاسمہٗ میں شکر گذار ہے۔ کہ ایسے مخلص دوست اسی نے میرے لئے میسر کیئے۔ فالحمد للہ

ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۸؍ دسمبر ۱۸۸۴ء

(نوٹ) اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب ۱۸۸۴ء میں حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔ اور اخلاص و عقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کا اثر غالب تھا۔ اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور غلاموں کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ یہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگانِ دامن آپ کی روحانی اولاد تھی۔ اور آپ اکثر معاو ل د کر کے ماتحت ہر شخص سے محبت و اکرام پیش آتے تھے

(عرفانی)

—(۳)—

مکرمی مخدومی اخویم!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آنمخدوم پہونچا حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ و خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھیریگا۔ زیادہ نہیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ۔

از ہوشیارپور ۹؍ مارچ ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت اقدس کا سفر ہوشیارپور ایک تاریخی سفر ہی نہیں بلکہ اس سفر کے ساتھ بہت سے نشانات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تحریک خفی کے ماتحت کچھ عرصہ کے لئے ضلع گورداسپور کے پہاڑی علاقہ (سوجان پور) کی طرف جاکر عبادت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن پھر خدا تعالیٰ کی صاف صاف وحی نے آپ کو ہوشیارپور جانے کا ایما فرمایا اور اس شہر کا نام بتایا۔ اس سفر میں تحریر کا ایک خاص کام بھی زیر نظر تھا۔ چنانچہ حضور نے مرحوم چوہدری رستم علی خاں صاحب کو لکھا تھا۔ کہ

"حسب ایماء خداوند کریم بقیہ کام رسالہ کے لیئے اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ کہ شب و روز تنہائی ہی رہے اور کسی کی ملاقات نہ ہو۔ اور خداوند کریم جلشانہ نے اس شہر کا نام بتا دیا ہے۔ کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے۔ اور وہ شہر ہوشیارپور ہے الاخرہ یہ سفر حضرت نے قادیان سے سیدھا ہوشیارپور کو کیا تھا۔

چنانچہ ۱۹؍ فروری ۱۸۸۶ء کو حضور معہ حضرت حافظ حامد علی صاحب و حضرت منشی عبد اللہ صاحب و میاں فتح خاں (یہ شخص بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر میں آگیا ضلع ہوشیارپور کا رہنے والا تھا) روانہ ہوئے۔ اور بروز جمعہ ہوشیارپور پہونچکر طویلہ شیخ مہر علی صاحب میں فروکش ہوئے تھے۔ اسی سفر میں ماسٹر مرلیدھر سے مباحثہ ہوا۔ جو کتاب سرمہ چشم آریہ کی صورت میں شائع ہوا۔

(عرفانی)

—(۴)—

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ ۲؎ پہونچ گئے۔ آپ اپنی محبت برادرانہ سے اس عاجز کی تائید میں بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اور خلوص و محبت کے آثار بارش کی طرح آپ کے وجود سے ظہور میں آتے جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو خوش رکھے۔

والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۴؍ جون ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ شکور خدا کے عبدِ شکور تھے۔ اس لیے اپنے خدام کی ہر خدمت کو نہایت عزت و قدر سے دیکھا کرتے تھے۔ معمولی سے معمولی کام بھی کوئی کرتا تو جزاکم اللہ احسن الجزا فرماتے اور اس کو قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے۔ اس چیز نے آپ کے صحابہ میں اخلاص کی ایک عملی روح پیدا کر دی تھی۔ اور ہر ایک صادق چاہتا تھا۔ کہ خدمت کے لئے آگے بڑھے

صاحبزادہ سراج الحق صاحب اب ہمارے درمیان نہیں وہ خود ایک پیرزادہ تھے۔ اور لوگوں سے نذرانے لیتے اور ایسی کی فضاء میں ان کی تربیت اور اٹھان ہوئی تھی۔ کہ خدمت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کا موقعہ نہ تھا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے انہیں راہ حق دکھایا تو انہوں نے اپنے اخلاص کا ہر رنگ میں ثبوت دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(عرفانی)

—(۵)—

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سراج الحق صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج عنایت نامہ پہونچکر طبیعت کو نہایت بشاشت اور خوشی ہوئی۔ خداوند کریم آپ کے فرزند دلبند کی عمر دراز کرے اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین۔ آنمخدوم کا اول مجھکو ہدیہ عمامہ خوب و عمدہ بھیجا اور اب مہندی اور جوتہ کے لئے آپنے لکھا ہے۔ چونکہ محض محبت اور اخلاص کی راہ سے آپ لکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے منظور ہے۔ میں تاگا جو خط کے درمیان بھیجتا ہوں۔ اس عاجز کے جوتہ کی نوک تک آتا ہے کل لمبائی جوتہ کی یہی ہے۔ افسوس کہ اشتہار آپ کی خدمت میں نہیں پہونچے۔ اور اب کوئی اشتہار موجود نہیں۔ انشاء اللہ اگر طبع ہوگئے تو روانہ کر دونگا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

میں کیونکر احمدی ہوا

خاکسار نورالدین اللّٰھم اجعلہ کاسمہٖ آمین۔ عارض ہے کہ میں اپنے گذشتہ زندگی کے حالات و خیالات متعلقہ رجوع بہ احمدیت نہایت مختصراً بیان کرتا ہوں۔ میں زمانہ بچپن میں ہی تنہائی پسند تھا۔ نہ معلوم یہ وصف میری طبع خاصیت تھی۔ یا خارجی اثر کی وجہ سے ایسی طبیعت ہو گئی۔ کیونکہ جبکہ میں سات آٹھ سالہ عمر کا تھا تو ایک عالم مسمی میاں محکم الدین صاحب ہمارے ہاں آرہا۔ میرے والدین نے مجھے اس کے پاس پڑھنے بٹھا دیا اور میاں صاحب موصوف میں چند اوصاف بھی تھے چنانچہ وہ خوش الحان بھی تھے۔ اور کتاب شہباز اور احوال الآخرت جو پنجابی کی دو کتابیں مشہور ہیں۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے اس کے پاس سننے والوں کا حلقہ بندھا رہتا تھا۔ خاص کر میرے لئے تو گھر میں ہی گنگا تھا جب دل کرتا میاں جی کو کتاب لا دی۔ اور وہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ مجھے زیادہ تر تذکرہ امام مہدی اور دجال کے حالات سننے سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ روزمرہ اسی کے سننے کے باعث انہی کا نقشہ دماغ میں چھا رہتا۔ انہی دنوں عوام الناس میں بھی کچھ ایسا چرچا ہوا۔ کہ امام مہدی پیدا ہو گیا۔ کلمہ طیبہ ہر درخت کے پتے پر لکھا گیا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے بزرگ سفید ریش درخت پیپل اور بڑھ و بیری وغیرہ کے پتوں پر غور کرتے تھے۔ ان پر جو سفید سفید لکیریں سی ہوتیں۔ ان کو کلمہ تصور کرکے کوئی کہتا۔ اس پر دیکھو لا الٰہ لکھا ہے۔ دوسرا کہتا اس پر الا اللہ ہے۔ تیسرا کہتا اس پر محمد رسول اللہ ہے۔ پھر سنا کہ لاہور میں ایک گنا اُگا ہے۔ اس کے ہر پتے پر کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ افواہیں سننے میں آتیں۔ میاں محکم دین صاحب ان افواہوں کی تعبیر کر کے یوں سمجھاتے کہ زبان خلق نقارۂ خدا بے شک امام مہدی کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ مگر پتہ پر کلمہ لکھا جانے سے یہ مراد ہے کہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور ہر سے اور ہر ذرہ زمین زبان حال سے امام مہدی کی شہادت دیگا۔ یہی تعبیر مجھے پسند آئی۔ اور اب تک میں جہلاء کو اس اعتراض کے جواب میں یہی تعبیر سنایا کرتا ہوں۔ جیسا کہ ایک لطیفہ یاد آگیا

لطیفہ

ہمارے گاؤں میں پولیس کی چوکی ہے۔ ان میں سے ایک پولیس مین احمدیت کے بارے میں مجھ سے تبادلہ خیالات کیا کرتا۔ چنانچہ پچھلے سال کی بات ہے۔ کہ ایک مجلس میں ہیر وارث شاہ کی کتاب پڑھی جا رہی تھی۔ اور پولیس مین بھی ان میں موجود تھا۔ اتفاقاً میں بھی وہاں جا نکلا۔ پولیس مین مجھے دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھا۔ کہ کہو مولوی صاحب امام مہدی کے پتہ پتہ پر نام ہونا کی تشریح کیا کرتے ہو۔ کہ ہر شئے مہدی کی شہادت دیگی۔ بتاؤ اس ہیر وارث شاہ نے بھی تمہارے مرزا کی شہادت دی ہے۔ کیونکہ آپ اسے امام مہدی یقین کرتے ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں تیرھویں صدی کے علماء کا بخوبی ذکر ہے۔ میں نے ان پر اعتماد کر کے کہہ دیا۔ کہ دکھا دو نگا۔ ذرا آگے پڑھو۔ چنانچہ پڑھنے والے نے دوسرا مصرعہ جب پڑھا تو بول نکلا

مرزا قادیاں پیر مرزئیاں دا
جھوٹ پیر بکواس وسواسیاں دا

اللہ اللہ میری نظر تو کنایات پر تھی۔ مگر بفضلہ تعالیٰ موقع وہ بنا جو میری تلقین کی خواہش تھی۔ پہلے تو ہم تمام نے سوچا۔ کہ یونہی استہزاءً یہ مصرعہ بنا دیا ہے۔ مگر اس نے لکھا ہؤا دکھایا۔ تو چند سکنڈ سب دم بخود ہو گئے پولیس مین نے [illegible] کو یوں توڑا۔ کہ آخر اس میں مرزا کی مذمت ہی نکلتی ہے۔ میں نے کہا [illegible] کا خواہ کچھ ہی ارادہ ہو لیکن بموجب اصول انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے سوچنا چاہیئے کہ شعر کا مطلب کیا ہے۔ سب اپنے اپنے قیاس کے مطابق اس کی تشریح کرنے لگے۔ تماشہ یہ بنا کہ سب ایک دوسرے کے معانی کو رد کرتے تھے۔ آخر میری طرف متوجہ ہو کر بولے۔ کہ مولوی آپ بھی اس کا ترجمہ کریں۔ میں نے کہا۔ یہ کوئی عربی تو نہیں پنجابی ہے۔ مطلب صاف ہے کہ شاعر کہتا ہے۔ کہ مرزا قادیاں والا تو مرزائیوں کا پیر ہے۔ اور وساوس اور بکواسیوں کا پیر جھوٹ ہے۔ اس میں دو متضاد ہستیوں کا ذکر ہے۔ یہ سنتے ہی سب آگ بگولا ہو گئے۔ اور کچھ چپ ہو گئے۔ کچھ کہنے لگے مرزائیوں نے یہ کتاب بھی خراب کر دی۔ کوئی کہتا ان کو معنے بدلنے آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شور کرنے کے بعد کتاب بند کر دی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔ فقط

غرض ان نت نئی افواہوں کے باعث بھی میرا دل زمانہ سے متنافر ہوتا گیا۔ لہٰذا سوائے تذکرہ امام مہدی و واقعات دجال کے سننے کے مجھے کچھ اور اچھا نہ لگتا۔ ان دنوں چونکہ میں بکریاں بھی چرایا کرتا تھا۔ میرے ہم عمر دوست طرح طرح جنگلوں میں کھیلیں کھیلتے۔ مگر میرے دل میں وہی روزمرہ والی افواہوں کا تصور رہتا لہٰذا میں ان کی کسی کھیل میں شامل نہ ہوتا۔ دوسرے لڑکے مجھے اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور بھی کرتے۔ اور طرح طرح کی سختیاں کرتے۔ مگر مجھے کھیلنا ہی نہ آتا۔ آخر مجھے سزا یہ دیتے۔ کہ مجھے مال سمجھا لینے پر مقرر کیا جاتا۔ اور یہ امر مجھے دیگر کھیل وغیرہ کے مشغلوں سے سہل معلوم ہوتا تھا۔ تو ان امور متذکرہ بالا کی وجہ سے بھی خاکسار کو تنہائی پسند رہنے کی عادت لاحق ہوئی ہو تو بھی عارضی سبب قابل اعتماد ہے پھر کچھ عرصہ بعد میرے والد صاحب نے مجھے لوئر پرائمری سکول میں بٹھا دیا۔ تھوڑے عرصہ میں اردو خوانی میں مہارت ہو گئی۔ چنانچہ دوسری جماعت میں کتاب شاہنامہ اردو بخوبی پڑھ لیا کرتا تا اور سننے والے حیران ہوتے آخر ۱۹۱۶ء میں ملن سے مدرسہ برخاست ہو گیا اور مجھکو والد صاحب نے موضع کوٹ بھائی جماعت پنجم پاس کرنے کے لئے بھیج دیا۔ وہاں مدرس ایک مولوی حنفی المذہب تھے۔ اور گاؤں مذکور میں تمام وہابی لوگ تھے۔ اس سبب سے مولوی صاحب ان کے ساتھ نماز نہ پڑھتے اور مسجد میں اگر جاتے۔ تو اکیلے پڑھتے۔ جب یہ حالت مجھے معلوم ہوئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا۔ کہ جناب کیا اسلام میں بھی اختلاف ہے ہاں اس سے پہلے مجھے فرقہائے اسلام سے ناواقفی تھی) فرمایا پہلے تو اسلام کے بارہ مصلے تھے۔ اب تو اسلام ۷۲/۷۳ فرقوں میں منقسم ہو چکا ہے۔ یہ کہکر مجھے ایک کتاب موسومہ بہ رسالہ نوخیز الحق دی اور کہا پڑھ کر دیکھو۔ اس میں وہابیت کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ تم نے بھی اس فرقہ سے بچنا۔ میں نے [illegible] کتاب اول تا آخر دیکھ لی پڑھکر میرے دل نے محسوس کیا۔ کتاب [illegible] نہیں رہا۔ یعنی قرآن کریم کے مطابق نہیں رہا [illegible] بعد میں نے جب فرق اسلام کے متعلق سر توڑ تحقیق شروع کر دی تو اس سخت اضطراب میں مجھ پر ایک آریہ نے داؤ روان کرنا چاہا۔ اس نے میرے پاس اپنی آریہ مت کی مدح کی۔ اور اسلام کی غلط تصویر میرے سامنے پیش کی۔ اور ایک کتاب کلیات آریہ مسافر سے چند مواقع پڑھ کر سنائے۔ جن میں اکثر کے جوابات میں نے اپنی استطاعت کے مطابق دئیے۔ اس شخص نے جو جو اعتراض اسلام پر کئے ان میں جو مجھ پر شاق گزرے ان میں سے چند ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) قرآن کریم ھدی للمتقین نہیں ہو سکتا۔ کہ جبکہ اس میں آیات منسوخہ ہیں۔ بقول فوز الکبیر ۵۰۰ اور بقول بعض ۲۶۔ حتیٰ کہ ۵ آیت سے کم تو کوئی مولوی بھی قائل نہیں۔ کہ جو کہتا ہو۔ کہ منسوخ نہیں۔

(۲) بانی اسلام کی مدحت سرائی کہ صادق مصدق رہنما تھے۔ مگر درش کا مطالعہ کریں تو پتہ لگتا ہے۔ کہ نگی نہاتی زینب کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوئے۔ اور بامقلب القلوب اس کے عشق میں وظیفہ پڑھتے۔ دیکھو زیر آیت اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ حاشیہ جلالین وغیرہ۔ تو پھر ایسا شخص ہادی نجات دہندہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

(۳) دیگر انبیاء اسلام دیکھو تحت آیت فَقَدۡ ھَمَّتۡ بِہٖ وَ ھَمَّ بِھَا کے لکھا ہے۔ یعنی قصد تھا (جامع البیان ص ۲۳۰ حضرت یوسف کی ہسٹری) اسی طرح حضرت داؤد کی نسبت ہے۔ ایک شخص کی عورت چھین لی تھی۔

(۴) حضرت ابراہیم نے جھوٹ بولا۔ غرض ایک طرف تو قرآن کریم انکی مدحت سرائی کرتا ہے۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ مگر دستور العمل ان کے برخلاف شاہد ناطق ہے۔ اس تحقیق کی رو سے بیّن طور پر ثابت ہوا۔ کہ اسلام نجات دہندہ مذہب نہیں ہے۔ اور نہ اس کی کتاب موجب ہدایت ہے۔ اور نہ بانیان مذہب مذکور کا دستور قابل تقلید ہے۔

یہ اعتراض چونکہ باحوالہ تھے مجھے سنکر سخت حیرانی ہوئی۔ میں نے فوراً اپنے مولوی صاحب کے پیش کئے وہ سوچ بچار کر کہنے لگے۔ کہ کفار کے اعتراضات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم ہرگز ان معاملات میں ان سے ہمکلام نہ ہوا کرو۔ اس میں اسلام کی ہتک ہے۔ یہ سن کر مجھے اور بھی الم ہوا۔ اور حیرانی میں اضافہ ہوا۔ آخر

تھوڑی دیر بعد پھر میں نے پوچھا۔ کہ مجھے یہ تو سمجھایئے کہ قرآن کریم میں آیات منسوخہ ہیں۔

(ج) ہاں۔

(س) حضرت داؤد نے اوریہ کی عورت چھین لی تھی

(ج) اس طرح نہیں بلکہ اوریہ کو ایک جنگ پہ بھیج دیا۔ وہ ادھر مارا گیا۔ اس حیلہ سے وہ عورت حضرت داؤد کے نکاح میں آئی۔

(س) حضور صلعم کا معاملہ زینب کے ساتھ مندرجہ اعتراض درست ہے۔

(ج) بہ تقاضائے بشریت ایسے امور انبیاء سے بھی صادر ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور صلعم کے چونکہ اگلے پچھلے گناہ بخشے ہوئے تھے لہٰذا یہ حرکات آپ کو ملزم نہیں بنا سکتیں۔

(س) حضرت ابراہیم علیہ السلام ... جو شریعت میں جائز

[illegible] ہوں۔

(س) حضرت یوسف زلیخا سے مخالطت کے لئے بے اختیار ہو گئے تھے۔

(ج) مسکرا کر یہ شعر پڑھا ؎

ایہہ جوانی مست دیوانی خوشیاں مانن چاہے

ہوبہو... اٹھیا پھر یوسف کیتا قصد زنا ہے

غرض جب مجھے آریہ کے اعتراضوں کی تصدیق اپنے اپنے استاد سے ثابت ہوئی۔ تو بدیر عالم سراسیمگی میں مستغرق رہا۔ میں نے پھر عرض کیا۔ کہ جناب جب مخالفین مجبور کریں تو کوئی راہ فرار بھی ہے یا نہیں۔ فرمایا بڑی پختہ سڑک ہے۔ جب وہ مجبور کریں تم کہا کرو۔ کیا ہوا قرآن میں چند آیات منسوخہ ہیں۔ تمہارے چاروں وید منسوخ ہیں۔ جب انبیاء کی توہین کریں تم کہو برہماں کے چار منہ کیونکر بنے۔ یہ اس کی اپنی لڑکی پہ عاشق ہونے کے باعث بنے تھے۔ ان کی مذہب کی تکذیب کے لئے تحفۃ الہند پاس رکھا کرو۔ اس میں سب کچھ موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کا یہ طریق جواب بھی مجھے ناپسند آیا۔ فقط یہ کہکر چپ ہوا۔ کہ صاحب یہ تو لڑائی ہے۔ غرض وہ تمام دن اور پھر رات ساری جواب سوچنے میں رہا۔ آخر میں قرآن کریم کھولا۔ آیت ھم بھا وھم بھا پر خدا تعالیٰ سے التجا کرکے۔ گہری نگاہ کی۔ تو بفضلہ مجھے ایک راہ سمجھائی گئی۔ چونکہ تاحال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تو ناواقف محض تھا۔ لیکن اس وقت اگلی آیت نے مجھ پر کھولدیا۔ کہ لولا ان رای برھان ربہ صاف محل پر موجود ہے مطلع ہوا کہ یہ برہان نور رسالت ہے۔ جس کی محافظت کے لئے آگے پیچھے چوکیدار مقرر ہیں۔ اگر یہ انعام نہ ہوتا تو واقعی پھر کیا حال تھا۔

میں نے اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کیا جس نے ایسے آڑے وقت میں یاری کی۔ اور کامل یقین ہوا۔ کہ واقعی اللہ تعالیٰ آڑے وقت کا ساتھی و مددگار ہے پھر میں نے تمام اعتراضات کے موقعے دیکھے۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی سمجھایا۔ حتیٰ کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ہر مشکل کے حل کے لئے فقط قرآن مجید ہی کافی ہے۔ باقی کتب محولہ جلا دینے کے قابل ہیں صبح اگر مجھے پنڈت بیکھا رج آریہ سے مکالمہ کرنا پڑا تو بھی جواب دونگا۔ فقط قرآن کریم سے بحث کی جاوے۔ دیگر کتب میں آگ کے حوالے کرتا ہوں۔ الغرض صبح ہوئی۔ بعد نماز پنڈت صاحب کے گیا۔ اور کہا۔ کہ پنڈت صاحب اعتراضات میں قرآن کے علاوہ جتنی عبارت ہے۔ میرے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ میں ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہوں۔ پھر ایسی واہیات مصنوعی و جعلی روایات سے کسی کے دل کو دکھانا نہیں چاہیئے۔ جب اس نے مجھے رنجیدہ دیکھا۔ تو پنڈت نے کہا۔ کہ تم مرزائی ہو۔

(م) مرزائی کون ہوتے ہیں؟

(پ) مرزا صاحب کے مقلد۔

(م) مرزا صاحب کون ہیں؟

(پ) قادیان میں اس وقت ایک شخص ہے قوم مغل سے۔ اس پر بھی یہ اعتراضات شاق گزرے ... اپنے پردہ ڈالنے کی خاطر اس نے کچھ ایسی ہی حیلے تراشے ہیں۔ کہ ایسے عیوب سے اسلام کو مبرا ثابت کیا جاوے۔ مگر ایسا کرنے سے وہ اسلام سے خارج کیا گیا۔ علماء اسلام نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اور دجال۔ کافر۔ مرتد وغیرہ برے برے القابات سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ایسے فرد واحد کی بات جو اس کے اپنے ہی نہ مانتے ہوں۔ مخالف کب تسلیم کر سکتے ہیں۔ ویسے ہی من گھڑت چال تم نے پیش کی۔ اسی لئے میں نے کہا ہے۔ کہ تم مرزا صاحب والے بہانے تراشتے ہو۔ جن کی اسلام میں خود عزت نہیں۔

جب میں اپنے خیالات کی تائید میں ایک بزرگ کی خبر سنی۔ گویا میری مردہ روح تازہ ہو گئی۔ میں نے اس سے مرزا صاحب کے متعلق اور چند باتیں دریافت کرنا شروع کیں۔ اور اصل امر جو زیر بحث تھا سر دست جانے دیا۔ ازاں بعد میں مولوی صاحب کے پاس آیا۔ ان سے بھی مرزا صاحب کا ذکر کیا۔ مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بہت تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ واقعی مرزا صاحب اس وقت یکتائے عصر تھے۔ مگر ان کا دعویٰ علماء کو ناگوار گزرا۔ لہٰذا اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ بعد ازاں میرا یہ لازمی معمول تھا۔ کہ جب کسی مولوی سے ملاقات ہوتی تو ضرور مرزا صاحب کے متعلق ذکر کیا کرتا۔ کوئی مولوی مجھے ایسا نہیں ملا جس نے حضرت مرزا صاحب کی ہر فضل و کمال میں یکتائی ظاہر نہ کی ہو۔ مگو بعد کو وہی اپنی کوراً نہ تکبیر پہ اختتام کرتے۔ کہ دعوئے مہدیت نے ان کو بدنام کیا وغیرہ۔

انہی دنوں میرا جماعت پنجم کا امتحان ہو چکا۔ اور میں پاس ہو گیا۔ تو گھر آیا۔ کوٹھی نہر پہ ایک پٹسال نویس امام دین رہا کرتے تھے۔ ان کا ایک لڑکا مسمی عطا محمد میرا ہم جماعت تھا۔ اس سے مجھے محبت تھی۔ چنانچہ اس سے بھی یہ تمام ماجرہ بیان کیا۔ آخر میں مرزا صاحب کا ذکر آیا۔ تو اس نے فوراً کہا۔ کہ یار مرزا صاحب کی ایک کتاب ہمارے پاس بھی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ لاؤ۔ وہ لایا تو لکھا تھا ؎

کی ہویا قادیاں والے نوں

کی ہویا منی دے لالے نوں

ٹریکٹ کا نام تو مجھے یاد نہیں۔ مگر اس کا بطرز مذکورہ ختم ہوتا تھا۔ میں نے کہا یار یہ تو کسی مخالف کی کتاب ہے۔ مجھے تو اس کے اپنے خیالات کی کتاب چاہیئے۔ تو وہ بولا پرسوں میں نے دھرم کوٹ جانا ہے۔ ذیرہ میں مرزائی رہتے ہیں۔ میں واپس آتا ہوا کوئی ان سے کتاب اُن کے عقائد کی لیتا آؤنگا۔ چنانچہ وہ وعدہ پہ چلا تو گیا۔ مگر اسی دن اس کے والد صاحب کا تبادلہ ہو گیا۔ غرض جب ایک سال بعد پھر اتفاقاً اس کے والد کا ملن کا ہی تبادلہ ہو گیا۔ تو میں اپنے دوست عطا محمد سے ملا۔ اور میں نے کہا۔ لندو اقرار۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ پھر اس نے ایک در ثمین اردو اور ایک اور کتاب پنجابی جس کا نام یاد نہیں مصنفہ ظہور الدین اکمل مجھے دیکر کہنے لگا۔ کہ میرے تو قریباً حفظ ہیں۔ آپ دیکھو اور نیز میں تو اس سلسلہ سے منسلک ہو چکا ہوں۔ ابھی بتاؤ۔ میں نے کہا۔

؎ ازل سے ہوں میں شیدا اس کا

یہ کہہ کر میں وہ کتابیں لیں اور چند دنوں میں دوبارہ سہ بارہ پڑھنے سے دریافت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب واقعی مسیح موعود ہیں۔ چونکہ ہم دونوں چودہ چودہ یا پندرہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔ جلدبازی کے نتیجے سے بےخبر تھے۔ لگے مشہور کرنے کہ مہدی ہو چکا۔ ؎

حق لوکو سچا ہو کا مہدی آگیا بڑا چرچا

وغیرہ آوازے کسنے لگے۔ تو پہلے تو لوگ ہنسنے لگے چند روز میں جب زیادہ شور بلند ہو گیا۔ تو لوگ ہمیں جھڑکنے اور ڈانٹنے لگے۔ تو ہمیں بہ تقاضائے عمر چپ ہونا پڑا۔ بعد ازاں ہم دونوں آپس میں سلسلہ کی باتیں کر لیا کرتے کچھ مدت بعد ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار اس علاقہ میں ضلعداری ملن پر تشریف لائے۔ ان کے پاس سلسلہ کی کتابیں اور اخبارات آیا کرتے۔ وہ پڑھا کرتے ایک دن عطا محمد ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا ملک صاحب سے یہ کتاب مانگ لو۔ اگر قرآن کے معارف سے واقف ہونا مطلوب ہے۔ میں نے وہ کتاب ملک صاحب سے مانگ لی۔ صاحب موصوف نے فوراً وہ کتاب عنایت فرما دی۔ میں نے دیکھا۔ وہ حقیقۃ الوحی تھی۔ کچھ عرصہ تک میں پڑھتا رہا۔ پھر عطا محمد کے باپ کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اور حقیقۃ الوحی ساتھ لے گیا۔ اس کے بعد وہ دوست مجھے فقط ایک بار ملا ہے۔

عرصہ دو سال کا ہوا ہے۔ میں نے اس کے خیال سے معلوم کیا ہے۔ کہ اس کا تعلق لاہوری جماعت سے ہو گیا ہے۔ مگر تبادلہ خیالات کا موقعہ نہیں ملا ورنہ دریافت کیا جاتا کہ ٹھوکر کہاں سے لگی۔

جب ہم جدا ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رحلت فرمائے ہوئے عرصہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا آغاز خلافت ہی تھا۔ پھر میں اس کا تعلق دوسری طرف ہو گیا اللھم اھدنا الصراط المستقیم

اس اختلاف کا پتہ مجھے بھی لگا۔ مگر ملک صاحب کا تبادلہ ہو گیا۔ ازاں بعد سلسلہ کی کتب و اخبارات کا مطالعہ بند ہونے سے باقی حالات سے انشراح صدر نہ ہوا۔ عرصہ ۴ سال تک اسی معرض التوا میں گزرے پھر میں نے اپنے ایک شاگرد مسمی صوفی جلال الدین کو تمام سلسلہ کی باتوں سے واقف کیا۔ اور کہا کہ اب تم وہاں جاؤ اور پتہ لاؤ۔ کہ اختلاف باہمی رفع ہوا ہے یا نہیں اور حق کس طرف ہے چنانچہ وہ گیا اور کئی دن وہاں رہ کر واپس آیا اور سلسلہ کی رونق و انتظام بیان کیا۔ پھر وہ ایک سال بعد وہاں ہی جا رہا۔ اور چونکہ اب کی دفعہ مجھ سے ایک بات میں ناراض ہو کر گیا۔ اس لئے اس کے جانے کا پتہ نہ تھا۔ کہ کہاں چلا گیا۔ اور وہ ناراضی اسی قسم کی تھی جو اس سلسلہ میں

(باقی آئندہ)

وصایا

نمبر ۵۱۸: منکہ غلام زینب بنت غلام محمد مرحوم قوم بنی اسرائیل پیشہ زمینداری عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ماہ جون ۱۹۳۵ء ساکن امرتسر ڈاک خانہ دھاب وستی رام ضلع امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ ؍ مارچ ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

مہر میں نے اپنی خوشی سے اپنے خاوند کو معاف کر دیا ہوا ہے۔ زیور قیمتی دو سو روپیہ۔ نقد مبلغ چار سو روپیہ آئندہ علاوہ اس کے جو مجھے کسی قسم کی آمدنی ہوگی۔ اس سے بھی انشاءاللہ دسواں حصہ ادا کرتی رہونگی۔

العبد: راقمہ خاکسار غلام زینب بقلم خود۔ امرتسر ۱۵/۳/۳۶

گواہ شد: پیر منظور محمد بقلم خود ۱۵/۳/۳۶

گواہ شد: محمود حسن بقلم خود برادر حقیقی موصیہ ساکن امرتسر کٹڑہ رام گڑھیاں، بازار عبداللہ خاں کوچہ لولا

نمبر ۵۱۷: منکہ اللہ دین ولد حسن محمد قوم حجام عمر ستر سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۲۸ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

زمین زرعی ۶ مرلہ جس کی قیمت ۳۰۰/۰ روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ ۱۵/۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد: اللہ دین ولد حسن محمد حجام محلہ دار السعت قادیان۔ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد: محمد الدین ولد ابراہیم محلہ دار السعت قادیان

گواہ شد: بقلم خود احمد دین ولد امام دین قوم حجام محلہ دار السعت قادیان۔

نمبر ۵۱۵: منکہ اللہ داد خاں ولد احمد الدین صاحب قوم گوجر پیشہ ٹانگہ ڈرائیور عمر ۵۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن جلالپور۔ ڈاک خانہ گجرات ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ فقط ٹانگہ ڈرائیوری کی ملازمت سے گزارہ کرتا ہوں۔ اور تنخواہ میری اس وقت ۵/- ماہوار ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ انشاءاللہ ۱/۱۰ حصہ اپنی آمد کا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اور بعد میرے مرنے کے جو میری متروکہ جائیداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔

اور جو جائیداد تازندگی میں پیدا کرونگا۔ اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ اسی طرح اگر آمد ماہوار میں کوئی کمی یا بیشی ہوگی۔ تو اس کی بھی اس طرح انشاءاللہ اطلاع دیتا رہونگا۔

العبد: اللہ داد خاں معرفت قاضی محبوب عالم صاحب راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد انار کلی لاہور۔

نمبر ۵۲۳: منکہ اللہ دتہ ولد میاں گھیٹا قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۴۷ سال تاریخ بیعت اندازاً ماہ اکتوبر ۱۹۰۱ء ساکن شیخپور ڈاک خانہ ملتان چھاؤنی ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت تک میرے دو غیر احمدی بھائیوں کے ساتھ بصورت زرعی اراضی مشترک ہے یہ کل جائیداد ایک سو چودہ بیگھہ قسم چاہی نہری واقعہ رقبہ شیخپور تحصیل ملتان ہے۔ اس کے تیسرے حصہ اڑتیس بیگھہ قیمتی اندازاً بلحاظ موجودہ نرخ مبلغ دو ہزار روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ تئیس ۲۳ روپے ماہوار بصورت ملازمت ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ حصہ آمد ماہ بماہ تنخواہ ملنے پر ادا کرتا رہوں گا۔ اور میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت مندرجہ الصدر جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں اپنی زندگی میں موجودہ جائیداد یا اگر آئندہ جو مجھے حاصل ہو اس کی یا اس کے جزو کی قیمت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی زندگی میں کر دوں۔ تو ایسی رقم وصیت کردہ حصہ میں اداشدہ متصور ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کر دیتا ہوں۔ اور میرے ورثاء کو بھی اس وصیت کی پابندی کرنی لازمی ہے۔

العبد: اللہ دتہ احمدی سٹنٹ سوار۔ محکمہ نہر ڈیرہ جات سرکل ملتان۔

گواہ شد: محمد حیات خاں احمدی بقلم خود

گواہ شد: مہر عاشق محمد سپیشل قانونگو کچہری ملتان۔ بقلم خود۔

نمبر ۵۴۳: منکہ فضل الٰہی ولد محمد عبداللہ قوم زند پیشہ دندی عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۱ء ساکن کنجاہ ڈاک خانہ خاص تحصیل وضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۹ ؍ اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت تخمیناً ۲۴/۰ روپے ہے۔ تازیست میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔

(۲) اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد یا رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو میری یہ رقم یا جائیداد اداشدہ میرے متروکہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد: فضل الٰہی ٹیلر ماسٹر جال عارف والہ۔ ضلع منٹگمری۔ بقلم خود۔

گواہ شد: چراغدین مدرس ہائی سکول عارف والہ ضلع منٹگمری۔

گواہ شد: مرزا محمد اسحاق بیگ مغل پٹی ضلع لاہور

نمبر ۵۴۴: منکہ ڈاکٹر عبدالحمید ولد میاں نظام دین۔ قوم حفیظ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ ؍ اکتوبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرا گزارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۲۰۰/۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔

ایک مکان مشترکہ واقعہ احاطہ میاں چراغدین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۶۰۰۰/۰ روپیہ ہے۔ جس میں میرا حصہ ۱/۵ ہے

العبد: خاکسار عبدالحمید ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اسسٹنٹ سرجن ریلوے لاکل بورڈ۔

گواہ شد: ماسٹر نذیر حسین بقلم خود مہاجر قادیان دارالامان

گواہ شد: عبدالغنی بقلم خود الیکٹرک انچارج ریلوے لاہور

نمبر ۵۳۲: بابو محمد اسحاق ولد شیخ ولی محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔

(اس وقت میرے نام پر ایک قطعہ مکان واقعہ محلہ دار الفضل رہن با قبضہ ہے۔ اور اس کے علاوہ تین کنال زمین واقعہ محلہ دار البرکات میں میرے نام ہے۔ جو دراصل میرے والد صاحب کی پیدا کردہ ہے۔ اور انہیں کے قبضہ میں ہے۔)

اس وقت میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اب مبلغ ۴۶/۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ اداشدہ شمار ہوگا۔

العبد: محمد اسحاق سٹور مین آرڈیننس ڈپو لاہور چھاؤنی

گواہ شد: نواب دین کلرک ہیڈ کوارٹر لاہور ڈسٹرکٹ چھاؤنی لاہور

گواہ شد: محمد اسماعیل کلرک آرڈیننس ڈپو چھاؤنی لاہور۔ بقلم خود

۲۶ر مئی ۱۹۳۶ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

۲۶ر مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی رُوح پیدا کر دیا کرتے ہیں اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کی **پانچہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام** قبل از وقت ہو جائے اس کے لئے میں صرف

پچاس محبانِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر پورے چالیس صفحے پر شائع ہوگا۔ اس میں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **صداقت۔ سیرت۔ اور کارناموں** کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے پچاس ایسے اشخاص اپنے نام دینگے جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔

اگر ۵ ہزار کاپی پوری نہ ہو سکی تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اسکی اشاعت کو ملتوی کر دونگا۔ اس لئے اپریل کے آخیر تک اس تعداد کو پورا کر دیا جائے۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(خاکسار عرفانی)

حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو گئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔

پہلے نمبر میں ۱۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔

دوسرے نمبر میں ۱۔ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

تیسرے نمبر میں ۱۔ حضرت چوہدری رستم علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

چوتھے نمبر میں ۱۔ نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ کے نام مکتوب ہیں۔

اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔

تھوڑی ہی جلدیں شائع ہوئی ہیں احباب جلد منگوالیں۔

ملنے کا پتہ:- مینجر اخبار الحکم قادیان دارالامان

مشاہدات عرفانی

یعنی ایڈیٹر الحکم کا سفرنامۂ یورپ اور بلاد اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلد وں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کن دماغ کے لئے بہت کچھ ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگیگا۔ کہ قعر مذلت سے نکل کر بام رفعت تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔ ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ قیمت فی جلد دو روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار الحکم قادیان پنجاب

بلا اپریشن موتیا بند دُور

کون نہیں جانتا۔ کہ موتیا بند کی بیماری بہت موذی مرض ہوتی ہے۔ اس بیماری میں کئی سال تک پانی پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپریشن کرایا جا سکے۔

اس لمبے انتظار کے بعد اگر اپریشن درست ہوا۔ تو آنکھیں دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ذرا کمی رہ گئی۔ تو آنکھیں ساری عمر کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں۔

نیز کمزور آنکھیں بھی اکثر جلن یا دھندلاہٹ یا ککروں کے درد کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان سب مرضوں کے لئے اور خاص طور پر موتیا بند بغیر اپریشن کے اچھا کرنے کے لئے سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ دوائی جڑی بوٹیوں سے تیار کی گئی ہے۔ چند روز میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

قیمت فی شیشی۔ ایک روپیہ چار آنے
تین شیشیوں کا سٹ۔ تین روپے
خرچہ وی پی و پیکنگ بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

آنکھوں کا ہسپتال قادیان

(پنجاب)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع قادیان بہ منزل قادیان سے شائع ہوا)